محمد وسیم اختر مفتی

حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ کا اصل نام ہشیم تھا، لیکن وہ اپنی کنیت سے مشہور ہوئے۔ ابن جوزی نے ہشیم یا ہشام نام بتایا۔ ابن حجر نے مہشم، ہشیم، ہاشم یا قیس کے نام بتا کر اصلی نام کا تعین نہیں کیا۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کا کٹر دشمن شیخ جاہلیت عتبہ ان کا باپ تھا۔ حضرت ابوحذیفہ کے دادا کا نام ربیعہ بن عبد شمس تھا۔ عبد مناف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوحذیفہ، دونوں کے چوتھے جد تھے۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت صفوان اور کنیت ام صفوان تھی۔ ابوحذیفہ قرشی و عبشمی، دونوں نسبتوں سے جانے جاتے ہیں۔

حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ ان جلیل القدر اصحاب رسول میں سے ایک تھے جنھیں اللہ نے 'السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'* کے نام سے پکارا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں منتقل ہونے سے پہلے ایمان لائے۔ ان سے پہلے تینتالیس افراد نعمت ایمان سے سرفراز ہو چکے تھے۔

حضرت ابوحذیفہ نے ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ دونوں کی سعادت حاصل کی۔ دین حق کی طرف لپکنے والے مخلصین پر مشرکین مکہ کی ایذا رسانیاں حد سے بڑھ گئیں تو ۵ نبوی (۶۱۵ء) میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا:

> ''تم حبشہ کی سرزمین کو نکل جاؤ، وہاں ایسا بادشاہ (King of Axum) حکمران ہے جس کی سلطنت میں ظلم نہیں کیا جاتا۔ وہ امن اور سچائی کی سرزمین ہے، (وہاں اس وقت تک قیام کرنا) جب تک اللہ تمھاری سختیوں سے چھٹکارے کی راہ نہیں نکال دیتا۔'' (السیرۃ النبویۃ، ابن ہشام ۱/۲۵۵)

---

* التوبہ ۹: ۱۰۰۔

چنانچہ سب سے پہلے سولہ اہل ایمان نصف دینار کرایہ پر کشتی لے کر حبشہ روانہ ہوئے۔ قریش نے مہاجرین کا پیچھا کیا، لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے وہ اپنا سفر شروع کر چکے تھے۔ بارہ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل اس قافلے کے شرکا یہ تھے: حضرت عثمان بن عفان، ان کی اہلیہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، ان کی زوجہ حضرت سہلہ بنت سہیل، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عامر بن ربیعہ، ان کی بیوی حضرت لیلیٰ بنت ابوحثمہ، حضرت ابوسبرہ بن ابورہم، حضرت سہیل بن بیضا، حضرت حاطب بن عمرو، حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد، ان کی اہلیہ حضرت ام سلمہ بنت ابوامیہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔ ابن ہشام نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت حاطب بن عمرو کے نام شامل نہیں کیے (السیرۃ النبویۃ)۔ اسے ہجرت اولیٰ کہا جاتا ہے۔ چند ماہ کے بعد دو کشتیوں پر سوار سڑسٹھ اہل ایمان کا دوسرا گروپ نکلا جس کی قیادت حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے کی۔ کچھ لوگ اسے ہجرت ثانیہ کہتے ہیں، لیکن اصل میں یہ پہلی ہجرت ہی کا دوسرا مرحلہ تھا۔ ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ کی تفصیل اس طرح بیان کی:

ہجرت اولیٰ: گیارہ مرد اور چار خواتین۔

ہجرت ثانیہ: تراسی مرد، اور اٹھارہ عورتیں جن میں سے گیارہ قریش کی اور سات خواتین دوسرے قبائل کی تھیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

شوال ۵ر نبوی میں قریش کے قبول اسلام کی افواہ حبشہ میں موجود مسلمانوں تک پہنچی تو ان میں سے کچھ یہ کہہ کر مکہ کی طرف واپس روانہ ہو گئے کہ ہمارے کنبے ہی ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ مکہ پہنچنے سے پہلے ہی ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ اطلاع غلط تھی تو وہ پھر حبشہ لوٹ گئے۔ تاہم حضرت عثمان، ان کی اہلیہ حضرت رقیہ، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، ان کی اہلیہ حضرت سہلہ، حضرت زبیر بن عوام، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عبداللہ بن جحش، حضرت ابوسلمہ اور ان کی اہلیہ حضرت ام سلمہ ان تینتیس اصحاب میں شامل تھے جو حبشہ واپس نہ گئے اور مکہ ہی میں مقیم ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لیے مکہ آنے والے قبائلی رؤسا کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ آپ کی کوششوں سے رجب ۱۰ر نبوی میں خزرج کے چھ افراد مشرف بہ اسلام ہوئے، ۱۱ر نبوی میں یثرب کے بارہ اور ۱۲ر نبوی میں بہتر لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ نصرت اسلام کی ان بیعتوں کے بعد آپ نے صحابۂ کرام کو مدینہ کی طرف ہجرت کا مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:

''اللہ نے تمھارے بھائی بند بنا دیے ہیں اور ایسا شہر دے دیا ہے جہاں تم اطمینان سے رہ سکتے ہو۔''

(السیرۃ النبویۃ، ابن ہشام ۲/ ۸۴)

چنانچہ حضرت ابوسلمہ پہلے مہاجر تھے جو مدینہ پہنچے، ان کے بعد حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کے بھائی حضرت ابواحمد عبد نے دار ہجرت کا رخ کیا۔ دو ماہ کے بعد اکثر اہل ایمان نے ہجرت کے لیے رخت سفر باندھ لیا، حضرت ابوحذیفہ اور حضرت سالم ان بیس افراد میں شامل تھے جنھوں نے حضرت عمر کے ساتھ سفر ہجرت کیا۔ یہ دونوں حضرت عباد بن بشر کے مہمان ہوئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲؍ ربیع الاول کو تشریف لائے۔ آپ نے مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات قائم فرمائی تو بنوعبد الاشہل کے حضرت عباد بن بشر کو حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ کا انصاری بھائی قرار دیا۔

اواخر جمادی الثانی ۲ھ (یا رجب ۲ھ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی سرگرمیوں کی خبر لینے کے لیے حضرت عبداللہ بن جحش کی سربراہی میں نو (یا بارہ) مہاجرین کا ایک سریہ روانہ کیا۔ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، حضرت عکاشہ بن محصن (یا حضرت عمار بن یاسر)، حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عامر بن فہیرہ (یا حضرت عامر بن ربیعہ)، حضرت واقد بن عبداللہ، حضرت خالد بن بکیر اور حضرت سہیل بن بیضا رضی اللہ عنہم سریہ میں شامل تھے۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن جحش کو ایک خط دے کر فرمایا: مکہ کی جانب دو دن کا سفر (قریباً اٹھائیس میل) طے کر لینے کے بعد وادی ملل (یا ابن ضمیرہ کے کنویں پر) پہنچ کر اسے پڑھنا۔ جب انھوں نے خط کھولا تو لکھا پایا: ''مکہ اور طائف کے بیچ واقع مقام نخلہ کی طرف سفر جاری رکھو، وہاں پہنچ کر قریش کی نگرانی کرو اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔'' جمادی الثانی یا حرام مہینے رجب کے آخری دن کشمش، کھالیں اور دوسرا سامان تجارت لے کر چار افراد پر مشتمل قریش کا قافلہ گزرا۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر قافلے والوں کو چھوڑ دیا تو یہ حرم پہنچ کر مامون ہو جائیں گے اور اگر قتال کیا تو یہ حرام مہینے میں ہوگا۔ کچھ تردد کے بعد انھوں نے حملے کا فیصلہ کر لیا۔ مشرک کھانا پکانے میں مصروف تھے، حضرت واقد بن عبداللہ نے تیر مار کر قافلے کے سردار عمرو بن حضرمی کو قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو قید کر لیا۔ نوفل بن عبداللہ فرار ہو گیا۔ ہجرت مدینہ کے بعد یہ ساتویں مہم اور پہلا سریہ تھا جس میں کامیابی ملی، ابن حضرمی عہد اسلامی کا پہلا قتیل اور عثمان اور حکم پہلے اسیر تھے۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے تاریخ اسلامی میں حاصل ہونے والے پہلے مال غنیمت کی اپنے تئیں تقسیم کر کے ۱/۵ حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رکھ لیا، حالاں کہ خمس کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔ اہل سریہ مدینہ پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمھیں ماہ حرام رجب میں جنگ کرنے کو نہیں کہا تھا۔ آپ نے مال غنیمت اور اسیروں کے معاملے میں توقف کیا اور کچھ لینے سے انکار فرمایا، تو صحابۂ کرام پشیمان ہو گئے کہ شاید وہ ہلاکت میں پڑ گئے۔ اس موقع پر یہ

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ارشاد ربانی نازل ہوا:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ. (البقرہ ۲: ۲۱۷)

''یہ آپ سے ماہ حرام میں قتال کرنے کی بابت سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیے، اس مہینے میں جنگ کرنا بہت برا ہے (اس کے ساتھ ساتھ) لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنا، اللہ کو نہ ماننا، مسجد حرام کا راستہ بند کرنا اور حرم کے رہنے والوں کو نکال باہر کرنا اللہ کے ہاں اس سے بھی بدتر ہے اور فتنہ وفساد قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔''

تب آپ نے مال غنیمت اور قیدیوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔

سریۂ عبداللہ بن جحش سے قریش پر مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی عسکری قوت کا رعب بیٹھ گیا۔ اس سے ان کی معیشت کو سخت دھچکا بھی لگا، کیونکہ ان کی شام سے تجارت خطرے میں پڑ گئی۔ ان کی تمام تر خوش حالی اسی سے تھی، حبشہ اور یمن سے تجارت کا اتنا حجم نہ تھا کہ وہ اس پر اکتفا کر لیتے۔ ان کا یہی رنج والم انھیں اگلے برس بدر کے میدان میں لے آیا۔

حضرت ابوحذیفہ جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے مشرک لیڈروں حکیم بن حزام اور عتبہ بن ربیعہ نے سریۂ عبداللہ بن جحش میں مارے جانے والے عمرو بن حضرمی کی دیت لے کر مکہ واپس لوٹنے کا مشورہ دیا۔ ابوجہل نے ان دونوں کی خوب مذمت کی، اس نے عتبہ کو خاص طور پر طعنہ دیا کہ تمھارا بیٹا ابوحذیفہ ان کے ساتھ شامل ہے، اس لیے تمھارا سانس پھولا ہوا ہے۔ واللہ، میں اس وقت تک نہ لوٹوں گا جب تک اللہ ہمارے اور محمد کے درمیان فیصلہ نہ کر دے۔ اس نے عمرو کے بھائی عامر بن حضرمی سے کہا کہ اپنے بھائی کا بین کر کے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کرو۔ عتبہ ابن حضرمی کا حلیف تھا، اس لیے اب جنگ کرنے پر مجبور تھا۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے فرمایا: مجھے علم ہے کہ بنو ہاشم اور دوسرے قبائل کے کچھ لوگوں کو زبردستی میدان جنگ میں لایا گیا ہے۔ انھیں ہم سے قتال کی خواہش نہیں، اس لیے تم میں سے کسی کا بنو ہاشم کے شخص سے سامنا ہو تو اسے قتل نہ کرے۔ اسی طرح اگر ابوالبختری بن ہشام سے مقابلہ ہو جائے تو اس کو بھی نہ مارے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبدالمطلب آگے آ جائیں تو ان پر بھی وار نہ کیا جائے، کیونکہ وہ بادل ناخواستہ میدان میں نکل آئے ہیں۔ اس موقع پر حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ نے کہا: کیا ہم اپنے آبا، بھائیوں، بیٹوں کو تو قتل کر دیں اور عباس کو چھوڑ دیں؟ بہ خدا، اگر میرا سامنا عباس سے ہوا تو میں تلوار سے اس کا گوشت اتار ڈالوں گا۔ یہ بات رسول اکرم صلی اللہ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

علیہ وسلم تک پہنچی تو سیدنا عمر کو پہلی بار ان کی کنیت سے پکار کر فرمایا: اے ابوحفص، تو ابوحذیفہ کی بات سن رہا ہے؟ کیا رسول اللہ کے چچا کے چہرے پر تلوار چلائی جائے گی؟ سیدنا عمر نے کہا: مجھے اجازت دیں کہ ابوحذیفہ کی گردن تلوار سے اتار دوں، واللہ، وہ منافق ہو گیا ہے۔ ابوحذیفہ پشیمان ہوئے، ان کا کہنا ہے کہ میں اس روز اپنے منہ سے نکلنے والی بات کی وجہ سے بے سکون ہی رہا، برابر خوف زدہ ہوں، الاّ یہ کہ شہادت مجھ سے یہ داغ دور کرے۔ دور حاضر کے محقق محمد بن طاہر برزنجی نے اس روایت کو ضعیف السند قرار دیا ہے (ضعیف تاریخ الطبری ۷/ ۸۴)۔

جنگ بدر کے دن جسے قرآن مجید نے 'یَوْمَ الْفُرْقَانِ' (الانفال ۸: ۴۱) کے نام سے پکارا ہے، حضرت ابوحذیفہ کا باپ عتبہ بن ربیعہ جہنم واصل ہوا۔ اللہ کے رسول کا یہ جانی دشمن مشرکوں کی طرف سے جنگ میں شریک تھا۔ ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ غزوۂ بدر میں حضرت ابوحذیفہ نے اپنے والد عتبہ بن ربیعہ کو مبارزت کے لیے للکارا تو ان کی بہن اور ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے یہ اشعار کہے:

الأحول الأثعل المشؤوم طائره   أبـو حذيفة شر الناس فی الدين

''بھینگا، جس کے دانت پر دانت چڑھے ہوئے ہیں، منحوس قسمت والا، ابوحذیفہ سب لوگوں میں بدترین عقیدے والا ہے۔''

أما شكرت أبـا رباك من صغر   حتی شببت شبابًا غير محجون

''تو نے اپنے باپ کا احسان نہیں چکایا جس نے تجھے بچپن سے پروان چڑھایا، یہاں تک کہ تو پورا جوان ہو گیا، بے کج کمر والا۔''

یہ روایت منفرد ہے، کیونکہ کتب تاریخ اس ذکر سے خالی ہیں کہ حضرت ابوحذیفہ کا اپنے باپ عتبہ سے دوبدو مقابلہ ہوا۔ عتبہ کا روبہ رو مقابلہ (duel) تو بہ اختلاف روایت حضرت عبیدہ بن حارث یا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب سے ہوا اور آخر کار حضرت حمزہ اور حضرت علی (رضی اللہ عنہما) نے مل کر اسے انجام تک پہنچایا۔ ابن اثیر کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوحذیفہ کو اپنے والد سے دوبدو مقابلہ کرنے سے منع فرما دیا تھا (اسد الغابہ ۵/ ۱۷۰)۔

تکمیل فتح مبین پر مقتولین قریش کو ایک گڑھا یا کنواں کھود کر اس میں پھینک دیا گیا۔ صحابۂ کرام کہتے ہیں کہ ہم نے آدھی رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی۔ آپ فرما رہے تھے: او گڑھے والو، تم نبی کا کتنا ہی برا کنبہ تھے، تم نے مجھے جھٹلایا جب اور لوگوں نے میری تصدیق کی؛ تم نے مجھے گھر سے نکال دیا جب دوسروں نے مجھے پناہ دی؛ تم نے مجھ سے جنگ کی، جبکہ لوگوں نے میری نصرت کی۔ پھر آپ پکارے: او عتبہ بن ربیعہ، او شیبہ بن ربیعہ،

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اوامیہ بن خلف، اوابوجہل بن ہشام، آپ نے کنویں میں موجود دوسرے لوگوں کے بھی نام لیے اور فرمایا: کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچا ہوتے ہوئے دیکھ لیا ہے؟ میں نے تو اپنے رب کا وعدہ پورا ہوتے دیکھ لیا ہے۔ صحابۂ کرام نے پوچھا: یا رسول اللہ، آپ ان لوگوں کو خطاب کر رہے ہیں جو مر چکے ہیں؟ آپ نے جواب فرمایا: میں جو باتیں ان سے کر رہا ہوں، تمھاری سننے کی صلاحیت ان سے زیادہ نہیں ہے، تاہم یہ جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔

حضرت ابوحذیفہ کے والد عتبہ کے جثّے کو جب گھسیٹ کر گڑھے میں پھینکا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوحذیفہ کے چہرے پر نظر ڈالی۔ آپ نے دیکھا کہ اس پر غم اور افسردگی کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ فرمایا: لگتا ہے، اپنے باپ کے انجام سے تمھیں دکھ پہنچا ہے۔ نہیں، نہیں، اللہ کے نبی، بہ خدا، ایسا نہیں ہے۔ مجھے کوئی شبہ نہیں کہ میرا باپ مشرک تھا اور اس کا یہی انجام ہونا تھا۔ میں نے اپنے باپ میں رائے، دور اندیشی اور کمال کی فضیلتیں دیکھ رکھی تھیں، اس لیے توقع تھی کہ یہ خوبیاں اسلام کی طرف اس کی راہ نمائی کریں گی۔ میری امیدوں کے برعکس جب وہ کفر پر مرا تو مجھے رنج ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تب حضرت ابوحذیفہ کے لیے دعاے خیر فرمائی۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت ابوحذیفہ نے جنگ احد، جنگ خندق اور باقی تمام غزوات اور صلح حدیبیہ میں شرکت کی۔

حضرت سالم کے والد کا نام معقل تھا۔ وہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ کے حلیف اور لے پالک تھے، اس لیے عرب کی روایت کے مطابق انھی سے منسوب کیے جاتے ہیں۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ حضرت سالم انصار کی ایک خاتون ثبیتہ بنت یعار کے غلام تھے، انھوں نے سالم کو آزاد کیا تو حضرت ابوحذیفہ نے انھیں متبنیٰ بنا لیا اور اپنی بھانجی ہند بنت ولید بن عتبہ سے ان کا بیاہ کر دیا (بخاری، رقم ۵۰۸۸)۔ ابن سعد کہتے ہیں: ثبیتہ حضرت ابوحذیفہ کی بیوی تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حکم 'اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ'، ''لے پالکوں کو ان کے (حقیقی) باپوں کے نام سے پکارو، یہی اللہ کے ہاں زیادہ قرین انصاف ہے، اور اگر تمھیں ان کے آبا کا علم ہی نہ ہو تو تمھارے دینی بھائی اور رفقا ہیں'' (الاحزاب ۳۳: ۵) نازل کیا تو تمام متبنیٰ اپنے باپوں کو لوٹا دیے گئے اور جس کے باپ کا علم نہ تھا اپنے مولا (آزاد کرنے والے) کو دے دیا گیا۔ تب سالم ابن ابوحذیفہ کے بجاے سالم مولیٰ ابوحذیفہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔

ایک بار حضرت ابوحذیفہ کی بیوی حضرت سہلہ بنت سہیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا: سالم مردوں کی طرح عاقل و بالغ ہو گیا ہے۔ وہ میرے پاس آتا جاتا ہے، مجھے لگتا ہے کہ ابوحذیفہ اسے برا سمجھتے ہیں، آپ نے فرمایا: اسے دودھ پلا دو تو وہ تمھارے لیے محرم بن جائے گا (مسلم، رقم ۳۵۹۱)۔ حضرت سہلہ نے کہا: میں

اسے کیسے دودھ پلاؤں، وہ تو (ڈاڑھی مونچھ والا) بڑا آدمی ہے؟ آپ مسکرائے اور فرمایا: میں جانتا ہوں کہ وہ بڑا شخص ہے (مسلم عن عائشۃ: ۳۵۹۰)۔ دودھ پلائی کے بعد حضرت سہلہ بنت سہیل پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر مبعوث کیا ہے، میں اب ابوحذیفہ کے چہرے پر ناگوار تاثرات نہیں دیکھتی (نسائی، رقم ۳۳۲۲)۔ سیدہ عائشہ اور سیدہ ام سلمہ سے مشترکہ روایت ہے کہ حضرت سہلہ نے کہا: یا رسول اللہ، ہم تو سالم کو بچہ ہی سمجھتے ہیں، وہ میرے اور حضرت ابوحذیفہ کے ساتھ ایک ہی مکان (تنگ مکان: مسند احمد، رقم ۲۵۷۸۹) میں رہتا ہے اور مجھے کام کاج کے مختصر کپڑوں میں دیکھتا رہتا ہے۔ اللہ نے ایسے ملازمین کے بارے میں جو حکم نازل کر رکھا ہے، اس کی روشنی میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اسے دودھ پلا دو۔ چنانچہ حضرت سہلہ نے حضرت سالم کو پانچ بار (دس بار: مسند احمد، رقم ۲۶۱۹۳) دودھ پلایا تو وہ ان کے رضاعی بیٹے کے مانند ہو گیا۔ سیدہ عائشہ اپنی بھتیجیوں اور بھانجیوں کو گھر میں آنے جانے والے ملازموں کے باب میں اسی طریقے پر عمل کرنے کا مشورہ دیتی تھیں، تاہم سیدہ ام سلمہ اور باقی ازواج النبی نے پسند نہ کیا کہ گود میں بٹھائے بغیر اس طرح کی دودھ پلائی کے ذریعے وہ کسی شخص کو اپنے گھر میں داخل کر لیں۔ وہ سیدہ عائشہ سے کہتی تھیں: ہمیں نہیں معلوم، شاید یہ ایک رخصت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض سالم کے لیے جائز قرار دی ہو (مسلم، رقم ۳۵۹۵۔ ابوداؤد، رقم ۲۰۶۱)۔

www.javedahmadghamidi.com
www.almawrid.org

۱۱ھ میں سیدنا ابوبکر نے یمامہ کے جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے تیرہ ہزار کا لشکر حضرت خالد بن ولید کی سربراہی میں روانہ کیا۔ حضرت ثابت بن قیس اور حضرت براء بن فلان انصار کے کمانڈر تھے، جبکہ حضرت ابوحذیفہ اور حضرت زید مہاجرین کے سالار تھے۔ ہر قبیلے کی جدا کمان بھی تھی۔ جیش اسلامی کا مسیلمہ کی فوج سے سامنا ہوا تو دونوں فوجوں نے اپنی اپنی ترتیب درست کی۔ حضرت خالد بن ولید نے حضرت خالد مخزومی (یا حضرت شرحبیل بن حسنہ) کو مقدمہ کی کمان دی، جبکہ میمنہ و میسرہ پر حضرت زید اور حضرت ابوحذیفہ کو مقرر کیا۔ مہاجرین کا پرچم سالم مولیٰ ابوحذیفہ نے تھام لیا۔ حضرت ابوحذیفہ اور حضرت زید نے آخری دم تک دشمن سے مقابلہ کرنے کا عہد کیا۔ حضرت خالد بن ولید، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ نے فوج کو دلیری دی اور خوب جوش دلایا۔ حضرت زید نے کہا: واللہ، میں دشمن کو شکست سے دوچار کرنے تک کوئی کلام نہ کروں گا یا اللہ سے جا ملوں گا اور اسی سے اپنی معذوری بیان کروں گا۔ لوگو، اپنے دانت دبا لو اور دشمن پر کاری وار کر ڈالو۔ چنانچہ جیش اسلامی جھوٹے نبی کی فوج پر پل پڑا اور اسے پرے دھکیل دیا۔ اس حملے میں حضرت زید شہید ہوئے۔ اب حضرت ثابت للکارے: مسلمانو،

تم حزب اللہ ہواور یہ حزب شیطان۔عزت اللہ،اس کے رسول اوراس کے احزاب ہی کو حاصل ہوگی۔جیسے میں دشمن پرحملہ کررہاہوں،تم بھی کر کے دکھاؤ۔وہ شمشیرزنی کرتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھس گئے اوراس پرقابو پالیا۔اب حضرت ابوحذیفہ پکارے:اے قرآن کے حاملو،قرآن کو اپنے کارناموں سے مزین کرو۔اس پکار کے ساتھ انھوں نے مسیلمہ کے لشکر پرزوردارحملہ کیا،صفوں کو چیرتے آگے بڑھ گئے اور جام شہادت نوش کیا۔حضرت ابوحذیفہ کے آزادکردہ حضرت سالم اوران کے انصاری بھائی حضرت عباد بن بشربھی اسی معرکہ میں شہید ہوئے،حضرت سالم نے آخری دم تک علم تھامے رکھا۔

حضرت ابوحذیفہ دراز قامت اورخوب صورت تھے۔ان کے دانت اوپر تلے ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے،یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا ایک دانت زائد تھا۔حضرت ابوحذیفہ بھینگے تھے۔انھوں نے چھپن (یا چون) برس کی عمر میں شہادت پائی۔حضرت ابوحذیفہ کی پہلی بیوی حضرت سہلہ بنت سہیل کا تعلق بنوعامر بن لوی سے تھا۔ان سے محمد پیدا ہوا جو اپنے چچا حضرت عثمان کی کفالت میں رہا۔عہدعثمانی میں اس نے شراب پی تو انھوں نے اس پرحد جاری کردی۔اس نے گورنری کا مطالبہ کیا تو حضرت عثمان نے کہا:تو اہل ہوتا تو تجھے ضرور گورنر بناتا۔پھراس نے مصر جانے کی خواہش کی تو وہاں بھیج دیا۔یہی محمد بن ابوحذیفہ حضرت عثمان کے خلاف پراپیگنڈہ کرنے میں پیش پیش رہا۔اس نے اہل مصر کو حضرت عثمان کے خلاف ابھارااورآگے بڑھ کران پرحملہ کیا۔حضرت ابوحذیفہ کی شہادت کے بعد حضرت سہلہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے نکاح میں آئیں۔بنوامیہ کی حضرت آمنہ بنت عمروحضرت ابوحذیفہ کی دوسری بیوی تھیں۔ان سے عاصم نے جنم لیا۔ابن سعد کہتے ہیں کہ ولید بن عتبہ کے پڑپوتے مغیرہ بن عمران کے علاوہ عتبہ بن ربیعہ اورحضرت ابوحذیفہ بن عتبہ کی نسل میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔

مطالعۂ مزید:السیرۃ النبویۃ(ابن ہشام)،الطبقات الکبریٰ(ابن سعد)،تاریخ الامم والملوک(طبری)،الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب(ابن عبدالبر)،المنتظم فی تواریخ الملوک والامم(ابن جوزی)،الکامل فی التاریخ(ابن اثیر)،اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ(ابن اثیر)،البدایۃ والنہایۃ(ابن کثیر)،سیراعلام النبلاء(ذہبی)،الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ(ابن حجر)،سیرۃ النبی(شبلی نعمانی)۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org